رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند [illegible] — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۲	مطابق ۸ نومبر ۱۹۳۴ء	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۳ھ	نمبر ۵۷

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۶ نومبر بوقت ۵ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے درد کمر میں قدرے تخفیف ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضور کو کامل صحت عطا فرمائے:۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے:۔

خانصاحب منشی برکت علی صاحب شملوی نائب ناظر بیت المال نے جو تبدیلی آب و ہوا کے لئے کشمیر گئے تھے۔ واپس آکر ۵ نومبر سے اپنے عہدہ کا چارج لے لیا ہے:۔

۲ نومبر۔ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا امتحان ہوا جس میں مرکز سے ۲۵ اور بیرونجات سے ۸۰ امیدوار شریک ہوئے:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے واسطے قرآن شریف کافی ہے

(فرمودہ ۷ نومبر ۱۹۰۶ء)

"ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ جو صوفیوں نے بنایا ہوا ہے۔ کہ توجہ کے واسطے اس طرح بیٹھنا چاہیئے۔ اور پھر اس طرح دل پر چوٹ لگانی چاہیئے اور ذکر ارہ اور دیگر اس قسم کی باتیں کیا یہ جائز ہیں۔ فرمایا یہ جائز نہیں بلکہ سب بدعات ہیں حسبنا کتاب اللّٰہ ہمارے واسطے اللہ تعالےٰ کی پاک کتاب قرآن شریف کافی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب سلوک کے واسطے کافی ہے۔ جو باتیں اب ان لوگوں نے نکالی ہیں۔ یہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں ہرگز نہ تھیں۔ یہ صرف ان لوگوں کا اختراع ہے۔ اور اس سے بچنا چاہیئے۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ کونوا مع الصادقین۔ صادق کی صحبت میں رہو۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت سے امور میں مشکلات آسان ہو جاتے ہیں۔ شیخ عبد القادر صاحب جیلانی علیہ الرحمۃ بڑے خدا رسیدہ اور بڑے قبولیت والے انسان تھے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ جس نے خدا کا راہ دیکھنا ہو۔ وہ قرآن شریف کو پڑھے۔ اب اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ طریق پر کچھ بڑھائیں۔ اور نئی باتیں ایجاد کریں یا اس کے برخلاف چلیں۔ تو یہ کفر ہو گا۔ اس زمانہ میں جیسا کہ علماء کے درمیان بہت سے فرقے بن گئے ہیں۔ ایسا ہی فقراء کے درمیان بھی بہت سے فرقے بن گئے ہیں۔ اور سب اپنی اپنی باتیں نئے طرز کی نکالتے ہیں۔ تمام زمانہ کا یہ حال ہو رہا ہے۔ ہر جگہ اصلاح کی ضرورت ہے۔

اسی واسطے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں وہ ہادی بھیجا ہے۔ جس کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے۔ اور جس کا مدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ اور تمام نبیوں نے اس کے متعلق پیشگوئیاں کی تھیں۔ اور اس سے پہلے زمانہ کے بزرگ خواہش رکھتے تھے۔ کہ وہ اس کے وقت کو پائیں"۔ (الحکم ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء)

۷ نومبر ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل ...

اخبار احمدیہ

احمدی نوجوانوں کی کامیابی

امسال ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم اور چوہدری غلام احمد صاحب ایف۔ اے۔ ایل ایس کے امتحان میں شامل ہوئے تھے۔ ملک صاحب نے ۳۵۱ اور چوہدری صاحب نے ۳۰۲ نمبر حاصل کئے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے ؛

رہتاس میں احمدیہ لائبریری

مفاد عامہ کی خاطر انجمن احمدیہ رہتاس کے زیر اہتمام ایک احمدیہ پبلک لائبریری قائم کی گئی ہے جس میں مطالعہ عام کی خاطر سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے لہٰذا اجلہ مصنفین نیز انجمنہائے احمدیہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی مطبوعہ کتب، رسائل و اشتہارات بھیج کر ممنون فرمائیں ؛ سکرٹری احمدیہ پبلک لائبریری رہتاس ضلع جہلم

ایک احمدی افسر کا تبادلہ

مکرمی میاں محمد شریف صاحب مجسٹریٹ چکوال سے ایس ڈی او ٹوبہ ٹیک سنگھ ہو کر چلے گئے ہیں۔ تین ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ نے یہاں نہایت اچھا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو مزید ترقیات عطا کرے ؛ خاکسار محمد عبداللہ۔ چکوال

درخواست ہائے دعا

(۱) احباب دعا فرمائیں کہ خداوند کریم میری تبلیغی مساعی میں برکت دے۔ اور اپنے خاص فضل سے اپنے دین احمدیت کی بہترین اور عظیم الشان خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح کہ اس نے اپنے فضل سے میرے والد ماجد جناب سیٹھ صاحب کو اس کی توفیق دی۔ اور میرے پیارے والدین کا سایہ مجھ پر عرصہ دراز تک قائم رکھے۔ اور مجھ کو ان کی خدمت کرنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے ؛ خاکسار علی محمد پسر سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد ؛ (۲) میں ہسپتال میں بیمار پڑا ہوں۔ خطرناک اپریشن ہونے والا ہے۔ دوست صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عزیز احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی لاہور ؛ (۳) ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ شمیم ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ بیماری کی وجہ سے ہی قادیان نہیں آسکتیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔ خاکسار چوہدری عنایت اللہ خاں سگو وبرہ کا (۴) منشی محمد نذیر صاحب تمام بدن میں درد کے باعث عرصہ سے بیمار تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کے بعد بہت افاقہ ہے احباب ان کی کامل صحت کے لئے دعا کریں ؛ خاکسار سید لال شاہ امیر جماعت آنبہ۔ (۵) چوہدری گگو خان صاحب پریذیڈنٹ و چوہدری جلال الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ چک نمبر ۴۳ ضلع سرگودہا بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ ناظر بیت المال (۶) خاکسار کی والدہ صاحبہ بعارضہ نمونیہ بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبدالرشید ارشد فیض اللہ چک (۷) احباب سے درخواست ہے کہ میرے بچہ منیر احمد قمر کی صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد فضل الٰہی سیالکوٹ (۸) میں مدت سے بعارضہ پتھری گردہ و مثانہ بیمار ہوں۔ میری صحت کے لئے دعا فرمائی جائے خاکسار عبدالکریم ناقد بھاگنکوٹ (۹) چوہدری عبدالحی خان پوسٹ ماسٹر چاندنی چوک دہلی کی بحالی صحت کے لئے دوست دعا کریں۔ خاکسار عبدالرحیم خان قادیان (۱۰) ظہور الدین پسر حاجی غلام احمد صاحب کریام بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار عتیق الرحمٰن قادیان (۱۱) عبدالمجید صاحب بی۔ اے نے بنگلور میں اپنی دائیں آنکھ کا اپریشن کرایا ہے۔ احباب صحت کاملہ کے

مشہور عالم علامہ محمد عبدہٗ کا ایک خاص شاگرد جماعت احمدیہ میں داخل ہوا

مولانا ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری احمدی مبلغ بلاد عربیہ اپنے تازہ خط میں مطلع فرماتے ہیں۔ گذشتہ چند دنوں میں پانچ معزز اصحاب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب جن کا نام الشیخ علی السوادانی ہے۔ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ یہ علامہ محمد عبدہ کے خاص شاگردوں اور ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ علامہ موصوف اپنی قابلیت اور علمیت کی وجہ سے نہ صرف اسلامی ممالک میں بلکہ یورپ میں بھی خاص پایہ کے انسان ہیں۔ اور بہت بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ علمی حلقوں میں ان کا نام بڑی وقعت سے لیا جاتا ہے۔ اور ان کی تحریروں کو مشرق و مغرب میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کے ایک خاص شاگرد کا جماعت احمدیہ میں داخل ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیت بلاد عربیہ کے ذی علم اور اعلےٰ طبقہ کے لوگوں میں قبولیت حاصل کر رہی ہے۔ اور سعید الفطرت احباب اس نور سے اپنے سینوں کو منور کر رہے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے موجودہ زمانہ میں اسلام کو حقیقی شکل میں دکھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کیا ؛

مکمل پتہ لکھا کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط لکھنے والے احباب نوٹ فرمالیں۔ کہ جواب کیلئے پورا پتہ تحریر فرمایا کریں۔ بعض احباب خط تحریر کرتے وقت صرف اپنا نام تحریر کر دیتے ہیں۔ حضور تو سمجھ لیتے ہیں۔ کہ راقم خط کون صاحب ہیں۔ مگر دفتر جس نے جواب بھجوانا ہوتا ہے۔ اسقدر وسیع واقفیت نہیں رکھتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ احباب پتہ مکمل اور صاف تحریر فرمایا کریں۔ بعض احباب جواب موصول نہ ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔ تو تحقیق پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ پتہ نامکمل ہونے کی وجہ سے جواب بھجوایا نہیں جاسکا۔ اور طرفہ یہ کہ شکایت کے خط پر بھی پتہ مکمل تحریر نہیں فرماتے ؛

پرائیویٹ سکرٹری

جلسہ سالانہ کے لئے گھی کی ضرورت

سال گذشتہ کی طرح امسال بھی سب کمیٹی جلسہ سالانہ کا منشا ہے۔ کہ بیرونجات سے اگر ارزاں نرخ پر گھی مہیا ہوسکے۔ تو خرید کیا جائے۔ جن احباب کے علاقہ میں خالص عمدہ اور کثرت سے گھی مل سکتا ہو۔ وہ براہ مہربانی نرخ اور دیگر بار برداری کرایہ وغیرہ سے جلد مطلع فرمائیں۔ تاکہ اندازہ لگایا جاسکے۔ کہ کس نرخ پر یہاں پڑ سکے گا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء کے لئے کم از کم ۸۰ ٹین کا اندازہ ہے۔ ۱۵ر نومبر ۱۹۳۴ء تک مفصل جواب دے کر ممنون فرمائیں ؛

ناظم سپلائی و سٹور جلسہ سالانہ قادیان

ایک افسوسناک غلطی

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ولائت سے تشریف لانے پر جن معززین نے ان کا لاہور کے سٹیشن پر استقبال کیا۔ ان کا ذکر ہمارے نامہ نگار لاہور نے اپنی مراسلت میں کیا تھا۔ جو ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ مگر معلوم ہوا کثرت ہجوم میں اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس نے بعض ایسے نام بھی لکھ دیئے۔ جو اس موقع پر موجود نہ تھے۔ اور جو یہ ہیں۔ جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب جسٹس رنگی لال صاحب جسٹس آغا حیدر صاحب جسٹس دین محمد صاحب جسٹس کری صاحب مسٹر گاربٹ چیف سکرٹری سر محمد اقبال صاحب مسٹر جگن ناتھ صاحب اگروال۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ نامہ نگار کی بے احتیاطی اور اپنی فرض کی ادائیگی میں غفلت کی وجہ سے یہ نام شائع ہو گئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

گاندھی جی کا نیا میدان عمل

حکومت اور ملک کے لئے سخت خطرات

اب گاندھی جی نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ گزشتہ کئی سال سے ان کے مدنظر انگریزی حکومت کو تہ و بالا کرنے اور اس کی بجائے "رام راجیہ" قائم کرنے کا جو مقصد رہا ہے۔ اور جس کے لئے انہوں نے سول نافرمانی۔ عدم تعاون اور بدیشی مال کے بائیکاٹ کی تحریکات جاری کیں۔ جن کے نتیجہ میں بیسیوں مقامات پر فسادات ہوئے۔ ہزاروں انسان جیلوں میں گئے۔ کروڑوں روپیہ کی جائدادیں تباہ ہوئیں۔ وہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ پہلے سے زیادہ طاقت ور۔ اور موثر شکل میں وہ حکومت کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرنے لگے ہیں چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو جو ان کی کانگرس سے علیحدگی گوارا نہ کرتے تھے۔ تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"کانگرس سے میرے استعفا کے متعلق یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ میں نے ملک کی سیاسیات میں حصہ لینا ہی بند کر دیا ہے۔ یا ملک کے سیاسی مستقبل میں اب میرا کوئی حصہ نہیں رہا۔ کانگرس سے ایسی علیحدگی کا یہ مطلب نہیں لیا جانا چاہیئے کہ میں اس انجمن کی بہتری اور بھلائی کے معاملات میں دلچسپی نہیں لونگا جس کے فائدے کے لئے میں نے اس سے علیحدگی اختیار کی ہے" اور اپنی علیحدگی کا مقصد یہ بتایا۔ کہ "میرا مقصد تو اس وقت ستیہ گرہ کرنے کی طاقت کو زیادہ کرنا ہے"

پس جو لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ کانگرس سے گاندھی جی نے علیحدگی اختیار کر کے حکومت کے آگے کلیۃً ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور اب کانگرس کسی وقت حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑی نہیں ہو سکتی۔ انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیئے۔ گزشتہ ایام میں کانگرس حکومت کے لئے جس قدر مشکلات اور تشویش کا باعث بن چکی ہے۔ وہ سب پر واضح ہے۔ گو حکومت کانگرس کی خلاف امن اور خلاف قانون سرگرمیوں کو روکنے میں کامیاب ہو گئی۔ اور اسے یہ کہنے کا موقعہ مل گیا۔ کہ کانگرس کی طاقت بالکل ٹوٹ چکی ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ حکومت ان خیالات اور ان جذبات کو مٹا نہیں سکی۔ جو اس کے خلاف ملک میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ اندر ہی اندر اور زیادہ بھڑک رہے ہیں۔ جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ کانگرس نے اپنے پہلے حملہ میں ناکامی دیکھ کر حکومت کے آگے ہتھیار نہیں ڈالے۔ اور وہ اس سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئی بلکہ اس نے لڑائی کا طریق بدل دیا ہے۔ اور اب گاندھی جی نے ایسا پروگرام تیار کیا ہے۔ کہ جب موقعہ آئے۔ گورنمنٹ کا ہر طرف سے مقابلہ کیا جا سکے۔ اس کے لئے ایک طرف تو وہ اسمبلی اور کونسلوں پر کانگرسیوں کا قبضہ کرانا چاہتے ہیں۔ اور دوسری طرف خود کانگرس سے باہر رہ کر ہندوستان کی دیہاتی آبادی کو جنگ میں شریک ہونے کے قابل بنانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ حکومت کو تہ و بالا کرنے کے لئے از سر نو جدوجہد شروع کی جا سکے۔ اور زیادہ طاقت اور زیادہ تنظیم کے ساتھ پھر سول نافرمانی شروع کی جا سکے۔

کانگرس گاندھی جی کے فیصلہ کے مطابق اسمبلی اور کونسلوں میں قبضہ جمانے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اس لئے نہیں۔ کہ حکومت ملک میں جو نئی سکیم جاری کرنے والی ہے اسے کامیاب بنائے بلکہ اس لئے کہ حکومت کو نئی اصلاحات جاری کرنے میں بے دست و پا بنا کر رکھدے۔ اور جب کانگرس حکومت کے خلاف از سر نو جدوجہد شروع کرے۔ تو حکومت اسمبلی سے امداد نہ حاصل کر سکے۔ بلکہ اسمبلی اس کے رستہ میں روک بن کر کھڑی ہو جائے۔ چنانچہ سردار پٹیل نے کانگرسی امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لئے لاہور میں جو تقریر کی۔ اس میں کہا۔ "جب ملک میں کانگرس کی تحریک زوروں پر تھی۔ تو گورنمنٹ اپنے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کر رہی تھی۔ لاٹھی چارج کیا جاتا تھا ہزاروں دیش واسیوں کو جیل میں ڈالا جا رہا تھا۔ تو اس وقت اسمبلی کے ممبر عیش اڑا رہے تھے۔ مہاتما جی نے اور کانگرس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان کو ہٹا کر ایسے ممبر بھیجے جائیں۔ جو متشددانہ قوانین کی حمایت نہ کریں"

یہ تو اسمبلی میں کانگرسیوں کے جانے کی غرض و غایت ہے۔ ادھر گاندھی جی نے اپنے لئے جو پروگرام تجویز کیا ہے اور جس کو کامیاب بنانے کے لئے ان کے پاس بے شمار کارکن ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ دیہاتیوں کو بیدار اور منظم کر کے گورنمنٹ سے ٹکر دلائی جائے۔ چنانچہ ان کے پرائیویٹ سکرٹری کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ کہ "گاندھی جی ملک کے دیہاتیوں کو منظم اور بیدار کر کے سوراجیہ کی لڑائی لڑنا چاہتے ہیں۔ اب وہ اس نئی فوج کے ساتھ گورنمنٹ سے ٹکر لیں گے"

اس کے لئے گاندھی جی نے ملک کی نہایت دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔ سب کو معلوم ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان کے دیہاتیوں اور خاص کر کاشت کاروں کی حالت نہایت ہی خوفناک ہو رہی ہے۔ اور ان میں افلاس اور تنگ دستی کی وجہ سے کثرت سے بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اس حالت سے فائدہ اٹھانے اور ان کو حکومت کے خلاف استعمال کرنے کے لئے گاندھی جی نے ان کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ اور ان سے اظہار ہمدردی کرنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ وہی دیہاتی اور کاشتکار جنہیں گاندھی جی نے کبھی اتنا نہ پوچھا۔ کہ تم کن مصائب و آلام میں زندگی بسر کر رہے ہو۔ سرمایہ داروں نے تم کو کن مظالم کا شکار بنا رکھا ہے اور جنہیں حکومت کے خلاف اپنی گزشتہ جدوجہد کے دوران میں بالکل نظر انداز کئے رکھا۔ اور جن کے حق میں کبھی ایک لفظ بھی ان کے منہ سے ہمدردی کا نہ نکلا۔ بلکہ ان کے مقابلہ میں سرمایہ داروں کی حمایت کرتے رہے۔ ان کے متعلق اب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ

"میں نے حال ہی میں تمام ہندوستان کا جو دورہ کیا ہے اس پر مجھے دیہاتیوں (جن میں سے اکثریت کاشتکاری کے ذریعہ اپنی روزی کماتی ہے) کے ساتھ براہ راست ملنے کے موقعے ملے ہیں۔ ان کا افلاس خوفناک ہے۔ کاشتکاری کے اخراجات پورے کرنے کے بعد کسانوں کے پاس گزارہ کے لئے بہت تھوڑا بچتا ہے۔ آج ہندوستان میں جتنی غریبی ہے اتنی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ سونا بڑی مقدار میں ہندوستان سے چلا گیا ہے۔ سونے کے اس نکاس میں کسان اپنی دیہاتی جائداد سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں"

دیہاتیوں اور کسانوں کی یہ خوفناک حالت آج نہیں ہوئی کئی سال سے چلی آ رہی ہے۔ سونا کی نکاسی بھی عرصہ سے ہو رہی ہے مگر پہلے گاندھی جی کو اس طرف توجہ کرنے کا خیال نہ آیا۔ اب جبکہ

دیہاتیوں کو منظم کر کے حکومت سے ٹکر لینے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ انہیں دیہاتیوں کی ذکالمیت کا احساس ہوا ہے۔ اور وہ ان سے اظہار ہمدردی کرنے لگے ہیں۔ بلکہ ان کی امداد کرنے کی تجاویز عمل میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس وقت ہر علاقہ میں دیہاتیوں کی حالت فی الواقعہ اس قدر خوفناک ہے۔ کہ جس کی انتہا نہیں۔ دوسری طرف حالاتِ زمانہ سے بے بہرہ اور علم سے محروم ہونے کی وجہ سے ان میں دُور اندیشی اور عاقبت بینی کا مادہ بھی بہت کم ہے۔ اس لئے ان کا آلۂ کار بن جانا نہایت آسان ہے۔ اور جب دیہاتی آبادی اسی طرح حکومت کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جس طرح شہری آبادی کے ایک بڑے حصہ کو گاندھی جی نے قانون شکنی اور ستیہ گرہ کے لئے کھڑا کر دیا تھا۔ تو جو نتیجہ رونما ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور اس کا مقابلہ حکومت کے لئے جس قدر مشکل ہو سکتا ہے۔ اس کے بیان کرنے کی بھی ضرورت نہیں یہی وجہ ہے۔ کہ گاندھی جی نے دیہاتیوں کو منظم کرنے کی سکیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"میں نے پالیٹکس کے گھوڑے کو اپنے پاس رکھ لیا ہے"

گذشتہ جنگ میں کانگرس کو جو ناکامی اور حکومت کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ ملک کی دیہاتی آبادی عام طور پر کانگرس سے علیحدہ رہی۔ اور حکومت کے خلاف تمام تحریکات صرف شہری آبادی تک ہی محدود رہیں۔ اگرچہ شہری آبادی دیہاتی آبادی کی نسبت بہت کم ہے۔ تاہم حکومت کو مقابلہ میں ناخنوں تک کا زور لگانا پڑا ہے۔ اب جس وقت دیہاتی آبادی کو بھی اسی طرح بھڑکا دیا گیا۔ جس طرح شہری آبادی کو بھڑکایا گیا تھا۔ اور اس نئی فوج کو لے کر گاندھی جی حکومت کو تہ و بالا کرنے کے لئے اٹھے۔ تو ایسی خوفناک حالت پیدا ہو جائے گی جس کے متعلق اس وقت قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پس یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ گاندھی جی کی کانگرس سے علیحدگی مستقبل کو خوف و خطر سے نجات دینے کا باعث ہوگی۔ بلکہ خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پہلے سے بھی زیادہ خوفناک صورت حالات پیدا ہونے والی ہے۔ اور پہلے سے بہت زیادہ وسیع خطرات لاحق ہونے والے ہیں۔

پنجاب کے ہندو امیدواران اسمبلی کے ارادے

ہندو جن ارادوں اور خواہشوں کے ساتھ کونسلوں اور اسمبلی میں اپنے نمائندے بھیج رہے ہیں ان کا کسی قدر اندازہ اس جدوجہد سے لگ سکتا ہے۔ جو انتخابات کے سلسلہ میں کی جا رہی ہے۔ پنجاب کی طرف سے جن ہندوؤں کو اسمبلی میں بھیجنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان کے متعلق اعلان کیا گیا ہے۔ کہ

"اگر پنجاب میں اسلامی حکومت کو روکنا چاہتے ہو"

"اگر پنجاب میں اسلامی شرع کا رائج ہونا خطرناک سمجھتے ہو"

"اگر پنجاب میں غداروں کو پسپا ہوتا دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اپنے ووٹ بھائی پرمانند جی۔ لالہ فقیر چند جی۔ اور پنڈت ٹھاکر داس بھارگو کو دو۔ جو اسمبلی میں بھی کمیونل ایوارڈ کے خلاف جنگ کریں گے"

اس سے ظاہر ہے کہ ہندو اس نیت اور ارادہ سے اسمبلی میں جا رہے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمانانِ پنجاب کے مفاد کو نقصان پہونچائیں اور فرقہ وارانہ کشمکش جاری رکھیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اپنے حقوق اور مفاد کی حفاظت کرنے کی جس قدر ضرورت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کے کار آزمودہ۔ اور قابل نمائندے اسمبلی میں جائیں۔

تلوار کے ذریعہ آزادی حاصل کرنے کا ارادہ

گاندھی جی نے یہ دیکھتے ہوئے کہ کانگرسی کانگرس کے نصب العین "پُر امن اور جائز طریق سے آزادی کامل حاصل کرنا" کی بجائے بعض اوقات تشدد کی حدود میں داخل ہو رہے ہیں آئندہ کے متعلق یہ ترمیم پیش کی تھی۔ کہ پُر امن اور جائز طریق کی بجائے ستیہ مئے۔ اور اہنسا آتمک قرار دے دیا جائے لیکن کانگرس کی سبجیکٹس کمیٹی نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اور یہ ترمیم ایک سال کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ اس کے متعلق اخبار "پرتاپ" رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"ہمارا مقابلہ ایک ایسی طاقت سے ہے۔ جو سیاسی معاملات میں مذہب۔ اور روحانیت کو کوئی جگہ نہیں دیتی۔ ڈپلومیسی اور سیاسی مشینری کو خالص سیاسی ہتھیاروں سے چلاتی ہے۔ ان حالات میں کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک ہندوستانی سے یہ امید رکھی جائے۔ کہ وہ حکومت کی پالیسی کو دیکھتا ہوا ستیہ مئے اور پُر امن رہے۔ بابو پرشوتم داس ٹنڈن کانگرسیوں کی بھاری تعداد کی صحیح طور پر رہنمائی کر رہے تھے جب مہاتما گاندھی کی ترمیم کی مخالفت میں انہوں نے کہا۔ کہ ۹۰ فیصدی کانگرسیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ اگر عدم تشدد سے آزادی حاصل نہ ہوئی۔ اور ضرورت پڑی تو وہ وقت آنے پر تلوار پکڑنے سے بھی دریغ نہ کریں گے"

ایک طرف اس جدوجہد کو دیکھتے ہوئے جو گاندھی جی دیہاتیوں کی تنظیم کے لئے۔ اور کانگرسی اسمبلی۔ اور کونسلوں میں کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ پہلے کی نسبت بہت زیادہ قوت کے ساتھ حکومت کا مقابلہ کر سکیں۔ اور دوسری طرف کانگرسیوں کے ان ارادوں کو دیکھتے ہوئے کہ "وقت آنے پر وہ تلوار پکڑنے سے بھی دریغ نہ کریں گے"۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ مستقبل کیسا خطرناک آنے والا ہے۔ اور حکومت کن مشکلات میں پھنسنے والی ہے۔

صُوبہ متحدہ کی ہوم ممبری

آئندہ سال سے آنریبل کنور جگدیش پرشاد صاحب کے وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں تقرر کی وجہ سے ہوم ممبری کی جو جگہ خالی ہوگی۔ اس کے متعلق کئی قسم کی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ سر وزیر حسن صاحب ہوم ممبر ہونگے۔ اور بعض خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب کا نام لیتے ہیں۔ بعض لوگوں کی خواہش ہے۔ کہ نواب سر محمد مزمل اللہ خانصاحب کو اس جگہ مقرر کیا جائے۔ جو کچھ عرصہ بطور قائم مقام اس عہدہ پر کام کر چکے ہیں۔ لیکن روزانہ اخبار "حقیقت" میں ایک مسلمان کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ آنریبل سر جوالا پرشاد کو اگر اس عہدہ پر مقرر کیا جائے۔ تو بہت مناسب ہوگا۔ آپ اگرچہ ہندو ہیں۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اپنے صوبہ کے مسلمانوں میں بھی انہیں کافی ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ اگر حکومت صوبہ متحدہ کسی ہندو کو اس عہدہ پر مقرر کرنا چاہے۔ تو پھر ایسے ہی شخص کو مقرر کرنا چاہیئے۔ جس پر زیادہ سے زیادہ مسلمان اعتماد رکھتے ہوں۔ اور وہ جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ سر جوالا پرشاد صاحب ہی ہیں۔

سُود کی تباہ کاریاں

سُود خواروں نے پنجاب میں جس طرح زمینداروں کو تباہی کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس کی ایک مثال وہ فیصلہ ہے۔ جو ۳۱ اکتوبر کو ہائی کورٹ لاہور نے کیا۔ ضلع اٹک کے ایک زمیندار نے ۱۸۸۲ء میں پانچسو روپیہ قرض کے مقابلہ میں اپنی دو ہزار سات سو اکہتر کنال زمین ایک ساہوکار کے پاس رہن کر دی۔ اور قرار یہ پایا کہ اس زمین کی آمدنی صرف دو سو روپے کے سُود میں محسوب ہوگی اور بقیہ تین سو کی رقم پر پچیس فیصدی کے حساب سے سود لگے گا۔ اور اگر وہ ادا نہ کیا گیا۔ تو سود در سود لگے گا۔

۱۹۲۹ء میں وارثوں نے جب زمین فک کرانے کی کوشش کی۔ تو افسر مال نے ان کے ذمہ تین ہزار پانچ سو اٹھائیس روپے ڈالے لیکن اپیل میں

احراریوں کی حکومت کے خلاف اشتعال انگیزیاں

بعض افسروں کی طرف سے احراریوں کی حمایت کا صلہ حکومت کو

(۱)

ذیل میں سید عطاء اللہ صاحب بخاری کی اس تقریر کے بعض اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ جو ۲۱ اکتوبر کی رات کو انہوں نے احراری جلسہ میں کی۔ یہ باتیں اس جلسہ میں شامل ہونے والے بعض غیر احمدیوں نے اسی دن ایک جگہ بڑے فخر کے ساتھ بیان کیں۔ ان سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں کا ارادہ فتنہ و فساد کرنے کا تھا۔ اور اسی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وہ جمع ہوئے تھے۔ مگر صرف ڈر کے مارے خاموش رہے۔ دوسرے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے حکومت کو بھی اس تائید وحمایت کا خوب بدلا دیا۔ جو بعض سرکاری حکام کی طرف سے ان کی کی گئی۔ اور ان کی خوب اچھی طرح پیٹھ ٹھونکی گئی۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ جب کسی حکومت کے بعض عہدہ دار ایسے بددیانت ہو جائیں۔ جو تنخواہیں تو حکومت سے لیتے ہوں۔ لیکن ان کی دلی ہمدردی ایسے لوگوں کے ساتھ ہو۔ جو حکومت کے سخت دشمن اور بدخواہ ہوں۔ تو اس کا نتیجہ یہی نکلا کرتا ہے۔ جو احراریوں کے معاملہ میں نکلا۔ ٹرکی میں مصطفیٰ کمال پاشا کے کھڑے ہونے سے پہلے ترکوں کی بھی یہی حالت تھی۔ کہ ان کے بڑے بڑے افسر درپردہ دشمنوں سے سازباز رکھتے۔ اور ان کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں ترکی حکومت تباہ ہوئی۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج انگریزی حکومت میں بھی ایسے حکام پائے جاتے ہیں۔ جو اس کے دشمنوں سے سازباز رکھتے ہیں۔ اور اپنی خود غرضیوں کی وجہ سے انہیں طاقت ور بنا رہے ہیں۔ اس کا علاج اگر حکومت نے نہ کیا تو نتیجہ ظاہر ہے۔

ذیل میں وہ اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے حکومت بآسانی اندازہ لگا سکتی ہے۔ کہ جن سرکاری حکام نے احراریوں کی حمایت کی۔ اور انہیں جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ آرائی کرنے کی جرأت دلائی۔ وہ حکومت کے خلاف کس قسم کے دیرینہ خیالات کی اشاعت کا باعث بنے۔

بخاری صاحب نے کہا۔ گو میں عالم نہیں ہوں۔ مگر اسلام کا ایک سپاہی ہوں۔ ایک بار اگر مرزا محمود میری باتیں سننے کے لئے چند منٹ میرے سامنے آ جائے۔ تو ابھی ہمارا اور مرزائیوں کا فیصلہ ہو جائے۔ اور روز کا جھگڑا طے ہو جائے۔

پھر کہا۔ ہم خادمان اسلام اور سپاہیان اسلام جہاں جہاں جاتے ہیں۔ فرزندان توحید ہماری بڑی عزت وتکریم اور قدر ومنزلت کرتے ہیں۔ مگر یہ گورنمنٹ ہر جگہ ہم پر بڑی بڑی پابندیاں عائد کرتی رہتی ہے۔ در اصل مرزائیت حکومت کی بیٹی ہے۔ جہاں حکومت انگریزی ہوتی ہے۔ وہاں ہی مرزائیت ہوتی ہے۔ ورنہ دیکھا افغانستان میں کس طرح مرزائیوں کو چن چن کر مارا گیا ہے۔ مرزائی سرکار انگریزی کے بل بوتے پر ہی سب کچھ کر رہے ہیں۔ اور اسی کے واحد سہارے پر ان کی زندگی منحصر ہے۔ اگر میری یہ بات اور یہ دعوے غلط ہے۔ تو ابھی آج رات ہی اس کا امتحان کر لو۔ اور وہ اس طرح کہ اس وقت نو بجے ہیں۔ اس وقت سے لے کر صبح سورج نکلنے تک ہی ہمارے اور مرزائیوں کے درمیان سے سرکار انگریزی کی روک اٹھ جائے۔ تو سورج نکلنے سے پہلے پہلے ہی تم سب دیکھ لوگے۔ کہ اس مینارے کی۔ اور ان تمام عمارتوں کی۔ اور اس قادیان کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے یا نہیں۔ اگر مینار اس مینارے کی ایک اینٹ بھی تم کو نظر آ گئی۔ تو پھر تم مجھے کہنا۔ کہ تمہارا دعوےٰ غلط اور بے بنیاد ہے۔

پس یہ بالکل درست ہے۔ کہ مرزائیوں کا سہارا گورنمنٹ انگریزی ہے۔ مگر یاد رکھو۔ ان کا یہ آسرا اور ان کا یہ سہارا یعنے انگریز بھی اب چند دنوں کے مہمان ہیں۔ اب یہ درخت یعنے گورنمنٹ انگریزی بھی سارا کھوکھلا ہو چکا ہے۔ اور اندر ہی اندر اس کو گھن نے کھا لیا ہے۔ اب یہ زیادہ دیر تک نہ خود ہی قائم رہ سکتا ہے۔ اور نہ کسی دوسرے یعنی مرزائیت کو قائم رکھ سکتا ہے۔ اب مرزائیوں کا ملجا و ماوا بھی عنقریب نابود ہونے والا ہے۔

یہ جو کچھ بطور نمونہ پیش کیا گیا۔ اصل کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ اس سے بہت زیادہ سخت اور بہت زیادہ اشتعال انگیز الفاظ حکومت کے خلاف کہے گئے۔ اور عوام کے دلوں سے حکومت کے وقار کو زائل کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ سب کچھ سرکاری افسروں نے سنا۔ مگر ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اور انہوں نے اس قسم کی حرکات کو روکنے کی ذرا بھی کوشش نہ کی۔

(۲)

ہمیں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ کلانور ضلع گورداسپور کی ایک مسجد کے ملّا نے حال ہی میں خطبہ جمعہ میں جہاں احمدیوں کو قتل کرنے کی کھلم کھلا تلقین کی۔ اور اس کے لئے بے حد اشتعال دلایا۔ وہاں حکومت کے خلاف بھی خوب زہر اگلا۔ چنانچہ اس نے کہا موجودہ گورنمنٹ نہایت ظالم ہے۔ وائسرائے جو آج کل ہے۔ وہ بہت ظالم اور نالائق ہے۔ اسے لوگو جہاد نہایت ضروری تھا۔ اب بھی ویسا ہی ضروری ہے۔ مرزائی جو ہیں۔ یہ غدار ہیں۔ گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔ یہ رسول اللہؐ کی سخت ہتک کرتے ہیں۔ یہ اس ہندو سے بھی جو رسول کریمؐ کی ہتک کرنے کی وجہ سے کراچی میں قتل کیا گیا۔ بدتر ہیں۔ ان کا قتل کرنا واجب اور ضروری ہے۔

اس کی اطلاع ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کو دے دی گئی ہے۔ یہ ایک اور واقعہ ہے۔ جو احرار کی طرف سے حکومت کو ملا ہے۔ مگر حکومت کے بعض تنخواہ دار افسر اس پر اس لئے خوش ہو جائیں گے کہ اس میں احمدیوں کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔ اور حکومت کے خلاف جو جذبہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اب ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کو جو گالیاں دی گئی ہیں۔ انہیں خوشی سے برداشت کر لیں گے۔

احرار کانفرنس میں کیا ہوا

معاصر "ریاست" لکھتا ہے۔ "تبلیغ کے معنی آج تک تو یہ سمجھے جاتے تھے۔ کہ محبت اور آشتی سے دلائل پیش کر کے کسی کو اپنا ہم خیال بنایا جائے۔ لیکن تبلیغ کے یہ معنی کہ کسی گروہ کو گالیاں دے کر مشتعل کیا جائے۔ اب احرار کی مہربانی سے واضح ہوئے ہیں۔ چونکہ ہم قادیان میں احرار کی تبلیغ کانفرنس کے انعقاد کو مفاد ملت کے خلاف سمجھتے تھے۔ اور اسکو انتخاب اسمبلی کا پروپاگنڈہ جانتے تھے۔ لہٰذا اس کے اعلان میں ہم نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ ہمارا نمائندہ وہاں موجود تھا۔ اور اسکی رپورٹ بھی موصول ہوئی۔ لیکن اس خیال سے کہ اس کی اشاعت احرار کی اکثر غلط بیانیوں کا پول کھول دے گی۔ اور ہم میں اور ان میں غیر ضروری کشمکش پیدا کر دے گی۔ اس لئے اس کو بھی شائع نہیں کیا گیا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہماری اس روش کی غلط تاویل کی جا رہی ہے۔ اور ہم یہ لکھنے پر مجبور ہیں۔ کہ

(۱) قادیان میں جو کانفرنس تبلیغ کے نام سے منعقد ہوئی۔ اس میں احرار کے نامور لیڈروں کے سوا کوئی ذی عزت مسلمان شامل نہیں ہوا۔

(۲) حاضرین کی تعداد روز اول ۱۵ ہزار کے قریب تھی۔ اس کے بعد حاضری بہت کم ہو گئی۔ آخر میں ۵ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ "الفضل" معلوم ہوا ہے۔ سرکاری اندازہ ۷ ہزار سے زیادہ کا نہیں۔ اور یہ انتہائی

اسلام پر اعتراضات کے جواب

صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے

"آریہ مسافر" کا اعتراض

اخبار "آریہ مسافر" ۲ اکتوبر نے "زندگی کا ثبوت" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس میں "پیسہ اخبار" لاہور اور "اہلحدیث" امرتسر کے اس قسم کے اقتباسات پیش کئے ہیں۔ جن میں لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کی مذہبی حالت درست نہیں۔ اور وہ اسلام پر قائم نہیں رہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ:-

"اکابر علماء اسلام اور مسلمانوں کے بڑے سے بڑے لیڈر تک اس بات کے مقر ہیں۔ کہ اسلام اور حقیقی اسلام مردہ ہو چکا ہے۔ جس کا اعلان عرب کی اس ممتاز ہستی نے کیا تھا چنانچہ موجودہ لیڈ ر ان میں اسلام کو زندہ مذہب کہنا اور اس کی زندگی پر اترانے پھرنا حقیقت واقعی کے خون سے کم نہیں"۔

"آریہ مسافر" کا اصول اور آریہ سماج کی موت

اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ فی زمانہ عام مسلمانوں کی مذہبی حالت درست نہیں۔ اور ان کے اندر واقعی وہ عیوب اور نقائص پیدا ہو چکے ہیں۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں محفوظ رہنے کی تاکید فرمائی تھی۔ لیکن مسلمانوں کی اس افسوسناک حالت سے اسلام کو مردہ مذہب قرار دینا "آریہ مسافر" کی کم فہمی ہے۔ ہم تو اس اصل کو درست تسلیم ہی نہیں کرتے۔ کہ کسی مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والوں کے اعمال اگر اس مذہب کے احکام کے مطابق نہ ہوں۔ تو وہ مذہب مردہ ہوتا ہے۔ لیکن "آریہ مسافر" نے چونکہ اسے پیش کیا ہے اس لئے اس کا فرض ہے۔ کہ فی الفور آریہ سماج کی موت کا اعلان کر دے۔ کیونکہ آریہ سماجی لیڈر بارہا یہ اقرار کر چکے ہیں۔ اور آریہ سماجی اخبارات آئے دن یہی رونا روتے رہتے ہیں۔ خود "آریہ مسافر" کئی بار لکھ چکا ہے۔ کہ آریہ سماجی پنڈت دیانند جی کے پیش کردہ اصول سے منحرف ہو چکے ہیں۔ ہم "الفضل" میں ایسی تحریرات بکثرت پیش کر چکے ہیں۔ پس انصاف اور دیانتداری کا تقاضا یہ ہے۔ کہ "آریہ مسافر" کھلے الفاظ میں یہ اعلان کر دے۔ کہ آریہ سماج کی موت واقع ہو چکی ہے۔ اور اس میں زندگی کی کوئی علامت باقی نہیں رہی۔

زندہ مذہب کی علامت

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ہم ہرگز یہ نہیں مانتے۔ کہ کسی مذہب کے ماننے والوں میں اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں غفلت یا تساہل اس مذہب کی موت پر دلالت کرتا ہے۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مرور زمانہ سے لوگوں کے عقائد اور اعمال میں فتور کا پیدا ہو جانا لازمی امر ہے۔ اور سب مذاہب کے پیرووں کی یہ حالت ہوتی چلی آئی ہے۔ دیکھنے والی بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کس مذہب کے پیرووں کے نقائص اور عیوب کو دور کرنے کا انتظام کرتا چلا آتا ہے۔ اور کونسے مذاہب اس سے محروم ہیں۔ پھر جس مذہب کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے پیرووں کی اصلاح کے لئے انتظام کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق ماننا پڑے گا۔ کہ وہ زندہ مذہب ہے۔ اور خدا تعالےٰ اسے زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ لہذا وہ زندہ رہے گا۔ لیکن جس کے متعلق کوئی ایسا انتظام نہیں۔ وہ مردہ ہو چکا۔ اور اب اس کے زندہ ہونے کی کوئی امید نہیں۔

ایک مثال

اپنے اس نظریہ کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو انسان باغ لگاتا ہے۔ مگر اس کے درختوں۔ پھولوں اس کی روشوں کی دیکھ بھال نہیں کرتا۔ اسے خس و خاشاک سے پاک صاف رکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس کی آبیاری اور اسے سرسبز رکھنے کا کوئی انتظام نہیں کرتا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے قائم رکھنا نہیں چاہتا۔ اور اس کا منشاء یہی ہے۔ کہ اسے خشک ہو جانے دے۔ لیکن باغ کو لگانے کے بعد ضرورت کے وقت اگر اس کے نقائص اور خرابیوں کو دور کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور ضرورت کے وقت اس کی آبیاری کے لئے انتظام کرتا ہے۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اسے زندہ اور قائم رکھنے کا متمنی ہے۔ باغ کے اندر ایک وقت اگر نقص کا پیدا ہونا لازمی اور طبعی امر ہے۔ اور اس کی دیکھ بھال کا انتظام ضروری اور لابدی۔ محض نقص کے پیدا ہونے سے یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ کہ باغ برباد ہو چکا ہے۔ دیکھنے والی بات تو یہ ہے۔ کہ آیا مالک اسے زندہ رکھنے کا انتظام کرتا ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ باغ لگانے والا اس کی خبر گیری کرتا ہے اور اسے نقصان دہ اور تباہ کن عناصر سے پاک رکھنے کا اس نے انتظام کیا ہوا ہے۔ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ باغ مردہ ہے۔

مذاہب کا انتشار

اس مسلمہ اصل کے ماتحت جب ہم ویدک دھرم اور اسلام کو دیکھتے ہیں۔ تو اسلام کی زندگی اور اس کے سوا تمام مذاہب کی موت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ ہر مذہب کا منشا اور مقصد تعلق باللہ ہے۔ ہر مذہب کا ماننے والا اللہ تعالےٰ کی عبادت محض اس لئے کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی رضا حاصل کر سکے۔ لیکن اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی صورت میں بھی اظہار خوشنودی نہ ہو۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا ہے۔

وضاحت کے لئے ایک مثال

ایک انسان روزانہ بلکہ دن میں کئی بار اپنے بادشاہ یا آقا کو نہایت ہی ادب کے ساتھ سلام کرتا ہے۔ اس کی اطاعت کا دم بھرتا ہے۔ اور اپنے نقطۂ خیال کے مطابق ایسے افعال کرتا ہے۔ جن سے آقا خوش ہو جائے۔ لیکن اگر اس کی اس قدر اطاعت و فرمانبرداری اور عجز و انکسار کا آقا پر کوئی اثر نہ ہو۔ اور وہ کبھی اس کے سلام کا جواب تک بھی نہ دے۔ تو وہ کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہے۔ اور میری اس قدر محنت اور کوشش بار آور ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں۔ ان سے تعلق رکھنے والے اگر سارے کے سارے نہیں۔ تو کم از کم ان کی ایک معقول تعداد ضرور اس بات کی کوشش کرتی ہے۔ کہ ان کا خالق اور حقیقی مالک خوش ہو جائے۔ لیکن سوائے اسلام کے کیا کوئی مذہب کوئی ایک فرد بھی ایسا پیش کر سکتا ہے۔ جو یہ دعوےٰ کر سکے۔ کہ میرا خدا مجھ سے راضی ہے۔ اور اس نے اپنی رضا سے مجھے مطلع کر دیا ہے۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ غیر مسلم کس طرح اپنے مذاہب کو حق پر سمجھے۔ اور کیونکر یہ گمان کر سکتے ہیں۔ کہ ان کا مذہب زندہ ہے۔

اسلام کی خصوصیت

دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جو اسی دنیا میں اپنے ماننے والوں کو یہ یقین دلاتا ہے۔ کہ جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ تک پہنچنے کا صحیح اور یقینی راستہ ہے۔ اور یہی دراصل ثبوت ہے اسلام کے زندہ ہونے کا جو کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ مونہہ سے باتیں بنانا کوئی چیز نہیں۔ کہنے کو تو ہر شخص جو چاہے کہہ سکتا ہے۔ لیکن اپنی صداقت کی کوئی ٹھوس دلیل پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ اسلام ہر زمانہ میں اپنی زندگی کا ثبوت پیش کرتا رہا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ہر زمانہ میں وہ ایسے لوگ پیش کرتا ہے۔ جو اسلام پر چلکر اور اس کا تجویز کردہ طریق اختیار کر کے اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہوئے۔ اور اسی دنیا میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب حاصل کیا۔ اس کے مقابل میں کسی اور مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی ایک فرد بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جو یہ دعوےٰ کر سکے۔ کہ اسی دنیا میں اس نے خدا

کی رضا حاصل کرلی۔ اور خدا سے ہم کلامی کا شرف اسے نصیب ہوگیا۔ پس صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اور باقی تمام ادیان مردہ ہو چکے ہیں:

اسلام کی زندگی کا تازہ ثبوت

موجودہ زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں اسلام کی زندگی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ آپ نے تمام دنیا کو آکر چیلنج کیا۔ کہ اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ تمہارے مذاہب زندہ ہیں۔ تو اس کا ثبوت پیش کرو۔ اور بتاؤ کہ خدا نے کسی کو اپنی ہمکلامی کے شرف سے سرفراز کیا ہے۔ لیکن کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی۔ اور ہو بھی کیسے سکتی تھی۔ جب کسی اور مذہب میں کوئی ایسا آدمی مل ہی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف یہ کہ یہ خصوصیت اور ثبوت اپنی ذات میں پیش کیا۔ بلکہ اپنے فیض سے ہزاروں لوگوں کو اس نعمت سے مالا مال کردیا۔ بلکہ عام چیلنج دیا۔ کہ جو شخص بھی چاہے میں اس کی ذات میں اسلام کی زندگی کا ثبوت پیش کرسکتا ہوں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان عام

چنانچہ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"بہ تبعیت خدا کے کلام کے اور اسی کی تاثیر اور برکت سے وہ لوگ جو قرآن شریف کا اتباع اختیار کرتے ہیں۔ اور خدا کے رسول مقبول پر صدق دلی سے ایمان لاتے ہیں۔ اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اس کو تمام مخلوقات اور تمام نبیوں اور تمام رسولوں اور تمام مقدسوں اور تمام ان چیزوں سے جو ظہور پذیر ہوئیں۔ یا آئندہ ہوں۔ بہتر۔ پاک تر اور کامل تر اور افضل اور اعلےٰ سمجھتے ہیں۔ وہ بھی ان نعمتوں سے اب تک حصہ پاتے ہیں۔ اور جو شربت موسےٰ اور مسیح کو پلایا گیا۔ وہی شربت نہایت کثرت سے نہایت لطافت سے نہایت لذت سے پیتے ہیں۔ اور پی رہے ہیں۔ اسرائیلی نور ان میں روشن ہیں۔ بنی یعقوب کی ان میں برکتیں ہیں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کس شان کے نبی ہیں۔ اللہ اللہ کیا عظیم الشان نور ہے۔ جس کے ناچیز خادم جس کی ادنےٰ سے ادنےٰ امت جس کے احقر چاکر مراتب مذکورہ بالا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس زمانہ کے پادری اور پنڈت اور برہمو اور آریہ اور دوسرے مخالف چونک نہ اٹھیں۔ کہ وہ برکتیں کہاں ہیں۔ وہ آسمانی نور کدھر ہیں۔ جن میں امت مرحومہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی مسیح اور موسےٰ کی برکتوں میں شریک ہے اور ان نوروں کی وارث ہے۔ جن سے اور تمام قومیں اور تمام اہل مذاہب محروم اور بے نصیب ہیں۔ اس وسوسہ کے دور کرنے کے لئے۔ بارہا ہم نے حاشیہ میں لکھدیا ہے۔ کہ طالب حق کے لئے کہ جو اسلام کے فضائل خاصہ دیکھ کر بنی الغفور مسلمان ہونے پر مستعد ہے۔ اس ثبوت کے دینے کے ہم آپ ہی ذمہ وار ہیں: اور حاشیہ در حاشیہ صورت دوم میں اس کی طرف ہم نے صریح اشارہ کیا ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ جس جس طرح اپنی خداوندی کی طاقتوں اور فضلوں اور برکتوں کو مسلمانوں پر ظاہر کرتا ہے۔ انہیں ربانی تائید اور بشارتوں میں سے کہ جو انسانی طاقتوں سے باہر ہیں۔ کسی قدر حاشیہ ممدوح میں لکھدیا ہے۔ پس اگر کوئی پادری یا پنڈت یا برہمو کہ جو اپنی کور باطنی سے منکر ہیں۔ یا کوئی آریہ اور دوسرے فرقوں میں سے سچائی اور راستی سے خدا تعالےٰ کا طالب ہے۔ تو اس پر لازم ہے کہ سچے طالبوں کی طرح اپنے تمام تکبروں اور غروروں اور نفاقوں اور دنیا پرستیوں اور ضدوں اور خصومتوں سے بکلی پاک ہو کر اور فقط حق کا خواہاں اور حق کا جویاں بن کر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے۔ اور پھر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے۔ تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی مونہہ پھیرے۔ تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ رہے" (براہین احمدیہ ص۲۴۹)

یہ اعلان اب بھی قائم ہے۔

پس اسلام نہ صرف یہ کہ اپنے ماننے والوں کے لئے زندگی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے جو لوگ بھی ایسا ثبوت دیکھنا چاہیں۔ ان کے لئے بھی سامان مہیا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ تحریر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپ کا جانشین اب بھی ایسا مشاہدہ کرانے کے لئے تیار ہے۔ اور اگر کوئی آریہ یا عیسائی یا کوئی اور غیر مسلم چاہے تو اب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعوت کے مطابق اس کی تسلی و تشفی کرنے کے لئے موجود ہیں:

"کیا کیول ویدہی الہامی ہیں"

"آریہ گزٹ" لاہور کے ایک حال کے پرچہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "کیول وید ہی الہامی ہیں" اس میں آریہ مضمون نگار نے الہامی کتاب کے متعلق ایک من گھڑت اور خود تراشیدہ شرط مقرر کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ الہامی کتاب صرف وید ہی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"الہامی پستک میں پہلی خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ دنیا کے آغاز سے لے کر اختتام تک رہے یعنی جب سے سرشٹی کا آرمبھ ہو۔ تب ہی سے اس کا پرکاش ہو۔ اور جب تک انسانی سرشٹی رہے۔ تب تک وہ ظہور پذیر رہے":

اس کے بعد قرآن مجید توریت اور انجیل کا زمانہ نزول ابتدائے آفرینش نہ ہونے کی وجہ سے یہ استدلال کیا ہے۔

"ان پستکوں کے بالمقابل وید مقدس دنیا میں سب سے پرانی پستک ہے۔ جس کی تائید غیر ممالک کے عالم لوگ بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر میکسمولر صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کوئی کتابی یادگار ایسی موجود نہیں۔ جو ہم کو ویدوں سے زیادہ واپس لے جاتی ہو":

قطع نظر اس سے کہ ابتدائے آفرینش میں نازل ہونے والی کتاب ہی الہامی ہوسکتی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ویدوں کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ انہیں ابتدائے آفرینش میں نازل کیا گیا۔ اگر آریہ صاحبان اس دعوےٰ کو ویدوں سے ثابت نہ کرسکیں۔ اور یقیناً وہ ثابت نہیں کرسکتے۔ تو پھر مدعی سست گواہ چست کے مصداق بنکر وہ اس دلیل کو پیش کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ پھر اس شرط کو درست تسلیم کرنے پر یہ ماننا پڑیگا کہ وید نازل کرنے کے بعد ایشور کی صفت تکلم زائل ہوگئی تھی۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے تو وہ الہام نازل کرنے پر قادر تھا۔ مگر پھر اس میں یہ صفت نہیں رہی۔

پھر لطف کی بات یہ ہے۔ کہ ویدوں کا ابتدائے آفرینش میں نہیں۔ بلکہ بعد میں نازل ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ وید میں کئی ایسے واقعات کا ذکر ہے۔ جو دنیا کی پیدائش کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔ مثلاً بعض مردوں اور عورتوں کے نام مذکور ہیں۔ جیسا کہ رگوید منڈل ۱۰ منتر ۴۴ کی رشی ایک عورت ہے۔ جس کا نام وگنا برنی لکھا ہے۔ اور اس منتر میں تمام صیغے تانیث کے استعمال ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس منتر کی مصنفہ یہی عورت ہے۔ اس منتر میں آتا ہے۔ ۴۴

۴۴ "شریروں کو تباہ کرنے والے راجہ کے لباس اور ہتھیاروں کو اچھی طرح میں ہی تانتی ہوں۔ یقیناً میں ہی وید اور ایشور کے مخالفوں کو ہلاک کرنے کے لئے ہتھیار لگاتی ہوں۔ میں خود اپنے آدمی کے لئے جنگ کرتی ہوں۔ میں زمین اور خلا میں داخل ہوتی یا پھرتی ہوں"۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا۔ کہ وید کے متعلق یہ دعوےٰ کرنا۔ کہ وہ ابتدائے آفرینش سے ہے۔ بالکل بے حقیقت ہے۔ اور اگر قرآن مجید اور دوسرے صحف آسمانی اس لئے غیر الہامی ثابت ہوتے ہیں۔ کہ وہ دنیا کی پیدائش کے بعد نازل ہوئے۔ تو وید بھی اسی طور پر غیر الہامی ٹھہرتا ہے:

گوجرہ میں عیسائیوں سے کفارہ پر مناظرہ

پادری عبدالحق صاحب کو شکست فاش

دوسرا مناظرہ رات کے ۸ بجے مسئلہ کفارہ پر شروع ہوا۔ پادری عبدالحق صاحب نے پہلی تقریر مدعیانہ حیثیت سے شروع کی لیکن عجیب بات یہ ہے کہ تمہیدی امور پر ہی انہوں نے اتنا وقت صرف کر دیا۔ کہ نصف گھنٹہ کے عرصہ میں بھی وہ کفارہ کی حقیقت پورے طور پر بیان نہ کر سکے۔ بلکہ اس کا نہایت ضروری حصہ ان سے رہ گیا اور ان کا وقت ختم ہو گیا۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے اپنی تقریر میں پادری صاحب کی تقریر کا خلاصہ پیش کر کے ساتھ ہی اس امر کو بھی بیان کر دیا جسے پادری صاحب بیان نہ کر سکے تھے۔ پادری صاحب نے اپنی تقریر میں ایک یہ دعویٰ کیا تھا کہ گناہ ہمہ گیر ہے اور کوئی انسان گناہ سے محفوظ نہیں سوائے یسوع مسیح کے۔ اس پر مولوی محمد سلیم صاحب نے ایک درجن کے قریب انبیاء مقدسین کا ذکر بائیبل سے پیش کر کے ثابت کیا کہ بائیبل ان سب کو پاک۔ بے عیب اور راستباز ٹھیراتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ پادری صاحب کا یہ دعویٰ کہ گناہ ہمہ گیر ہے باطل ہے۔ پادری عبدالحق صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ دراصل یہ لوگ بھی گناہ گار تھے مگر چونکہ خدا نے ان کے گناہ محسوب نہیں کئے۔ اس لئے بائیبل میں انہیں راستباز اور بے عیب کہا گیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پادری صاحب نے یہ ایک ایسی بات کہدی جو خود مسئلہ کفارہ پر زد تھی۔ کیونکہ اگر مسیح صلیبی موت پر اس واسطے جان دینے کے لئے مجبور ہوئے تھے کہ خدا کے عدل کا تقاضا مجبور کرتا تھا کہ گناہ کی سزا ضرور دی جائے تو پھر پہلے لوگوں کے گناہ کا محسوب نہ ہونا دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے گناہ بغیر کسی کفارہ کے بخش دئے۔ اور جب پہلے لوگوں کے گناہ بغیر بیٹے کے قربان کرنے کے وہ معاف کر سکتا تھا۔ تو اب اسے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بہر حال جب پادری صاحب سے ان لوگوں کے گناہ محسوب نہ ہونے کے متعلق حوالہ طلب کیا گیا۔ تو کوئی جواب نہ دے سکے۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے کفارہ کی تردید میں عقلی اور نقلی دلائل کا دریا بہا دیا جن سے یہ امر تمام پبلک پر اظہر من الشمس کر دیا کہ کفارہ کی جو صورت پادری صاحب نے پیش کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نہ رحیم رہتا ہے نہ عادل۔ کیونکہ جب لوگوں کے گناہوں کی سزا بہر حال کسی کو دیدی گئی۔ تو رحم کیسے ہوا۔ پھر ایک بیگناہ پر گناہ گاروں کے گناہوں کی گٹھڑی لاد کر ان کے گناہوں کے بدلے اس بے گناہ کو صلیب پر مار دینا کہاں کا عدل ہے۔

پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ کفارہ مسیح کو مان کر نعوذ باللہ خود مسیح کو لعنتی ماننا پڑتا ہے۔ چنانچہ عیسائی صاحبان گلتیوں ۳ باب کے ماتحت مسیح کو لعنتی تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ گلتیون میں لکھا ہے۔ "وہ ہماری خاطر لعنتی بنا اور اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے۔" لعنتی اسے کہتے ہیں جو خدا سے دور ہو۔ اب عجیب بات ہے کہ پادری صاحب اجتماع نقیضین کے قائل ہیں کیونکہ ایک طرف وہ مسیح کو کامل خدا مانتے ہیں دوسری طرف لعنتی مان کر خدا سے دور بھی مانتے ہیں علاوہ ازیں مولوی صاحب نے بائیبل کے کئی حوالہ جات کفارہ کی تردید میں پیش کئے۔ آپ نے بائیبل سے ثابت کر دکھایا کہ پہلے خدا لوگوں کے گناہ بخش دیا کرتا تھا۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا و سفارش سے خدا نے ان کی قوم سے عذاب ٹال دیا مسیح نے خود یہ تعلیم دی ہے کہ الٰہی احکام کی پابندی ہی نجات کا موجب ہے۔ چنانچہ متی ۵ ۱۹ میں ہے "پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھلائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ لیکن جو ان پر عمل کریگا اور ان کی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا" پھر متی ۷ میں فرماتے ہیں۔ "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا" ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ مسیح نے بھی نجات کے حصول کے لئے پہلے انبیاء کی طرح اعمال پر زور دیا ہے اور یہی تعلیم دی ہے کہ بغیر اچھے اعمال کے کوئی شخص خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یعنی نجات نہیں پا سکتا۔ پھر مولوی صاحب نے پادری صاحب سے سوال کیا۔ کہ اگر نجات کے لئے خدا کے بیٹے کا جان دینا ضروری امر تھا تو پھر فرمایئے مسیح سے پہلے آنے والے لوگوں کی نجات کس طرح ہوئی۔ اگر آپ کہیں کہ ان کی نجات نہیں ہوئی۔ تو پھر خدا کو ظالم ماننا پڑے گا۔ کہ ایک قوم کے لئے نجات کا سامان کر دیا۔ اور پہلی قوموں کو خود نجات کے ایسے ضروری سامان سے محروم رکھا۔ اگر آپ کہیں پہلے لوگوں کو نجات ملتی رہی۔ تو سوال یہ ہے کہ جب پہلے لوگ بغیر خدا کے بیٹے کی قربانی کے نجات پاتے رہے۔ تو اب بیٹے کا قربان کرنا ایک فعل عبث ہوگا جو خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ پھر مولوی صاحب نے فرمایا پادری صاحب کفارہ کی جو صورت پیش کرتے ہیں اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے میرے پیٹ میں درد ہو۔ اور چورن پادری عبدالحق صاحب کھالیں۔ اس سے میرے پیٹ کا درد کیسے جا سکتا ہے۔ مولوی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ قربانی میں ہمیشہ ادنیٰ چیز کو اعلیٰ چیز پر قربان کیا جاتا ہے۔ مگر کفارہ مسیح کی صورت میں یہ اصول بھی ٹوٹتا ہے کیونکہ یہاں مخلوق کے لئے جو ادنیٰ ہے خدا کا بیٹا جان دے رہا ہے جو بہر حال اعلیٰ ہے۔ پادری صاحب کہنے لگے۔ اعلیٰ چیز بھی ادنیٰ پر قربان ہو سکتی ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا اچھا اگر یہ اصول درست ہے تو پھر فرمایئے خدا باپ کیوں قربان نہ ہوا۔ اس نے بیٹا کیوں قربان کیا حالانکہ آپ لوگ خدا کو محبت قرار دیا کرتے ہیں۔ اپنے بیٹے سے تو اس نے خوب محبت کا سلوک کیا۔ کہ باوجود بے گناہ ہونے کے دوسروں کے گناہ اس پر لاد کر اسے مجرم ٹھیرایا۔ اور نہایت بے انصافی سے اس بے گناہ کو سزا دیدی۔ آخر میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ کفارہ کا مسئلہ دراصل خود اناجیل کے بھی خلاف ہے کیونکہ کفارہ کی بنیاد مسیح کی صلیبی موت پر ہے۔ مگر خود بائیبل سے یہ امر عیاں ہے کہ مسیح صلیبی موت سے نہیں مرا۔ چنانچہ عبرانیوں ۵ میں لکھا ہے۔ "اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔" یہ تحریر صاف بتاتی ہے کہ مسیح صلیبی موت سے بچنے کے لئے نہایت عاجزی اور الحاح سے خدا سے دعائیں مانگتا رہا۔ کیونکہ وہ خود خدا نہ تھا۔ اس کا عاجز بندہ تھا اسی لئے اسے اظہار عجز کی ضرورت پیش آئی۔ اور اپنی عدم قدرت کا اعتراف کیا۔ اور خدا سے التجا کی کہ وہ اسے موت سے محفوظ رکھے۔ چونکہ وہ خدا ترس انسان تھا۔ اس لئے اس کی دعا سنی گئی۔ یعنی وہ صلیبی موت سے بچ گیا۔ اب بائیبل سے ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیبی موت مرا ہی نہیں تو کفارہ باطل ہوا۔ کیونکہ اس کا مدار ہی صلیبی موت پر ہے۔ مولوی محمد سلیم صاحب کی جرح ایسی زبردست تھی۔ کہ پادری صاحب فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے رہے۔ اور کسی اعتراض کا جواب نہ دے سکے۔ اور تمام پبلک پر ان کی بے بسی اور عجز نمایاں ہو گیا

ہاں پادری صاحب نے اپنی ایک ٹرن میں ہمیں عصمت انبیاء پر بھی مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ جسے اسی وقت منظور کر لیا گیا۔ اسی وقت ہماری طرف سے بھی پادری عبد الحق صاحب کو الوہیت مسیح پر مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ کفارہ پر مناظرہ ختم ہو جانے کے بعد پادری صاحب سے کہا گیا کہ وہ اسی وقت اسی مجلس میں عصمت انبیاء پر مناظرہ کر لیں۔ مگر پادری صاحب نے باقاعدہ مناظرہ سے اس وقت خود ہی چیلنج دے کر انکار کر دیا ؛

ایک مولوی کی حرکت نازیبا

ابھی پادری صاحب سے اس امر کے متعلق گفتگو جاری تھی کہ مولوی محمد شاہ صاحب سیالکوٹی جو غیر احمدیوں نے عیسائیوں سے مناظرہ کے لئے بلائے ہوئے تھے۔ اور جن کے متعلق بعد میں معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے عیسائیوں سے ساز باز کر رکھی تھی۔ درمیان آکودے۔ اور مناظرہ کے متعلق کچھ ریویو کرنا چاہا جب روک دیئے گئے۔ تو جوش میں آ گئے اسی وقت ہمیں "ختم نبوت" پر مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ اور کہا۔ کہ اسی وقت مجھ سے مناظرہ کر لو۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے کہا۔ آؤ ہم اسی مجلس میں آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ سنتے ہی مولوی محمد شاہ صاحب عیسائیوں کی سٹیج پر جا براجے۔ مولوی محمد شاہ صاحب کی اس حرکت نازیبا کو ذمہ وار مسلمانوں نے نہایت ناپسند کیا۔ نیز سب انسپکٹر صاحب پولیس نے بھی انہیں اس وقت مناظرہ سے روک دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ مناظرہ تب ہو سکتا ہے۔ جب باقاعدہ آپس میں شرائط مناظرہ طے کر لو۔ عیسائیوں سے مناظرہ جاری رہنے کی آپ نے اجازت دے دی۔ مگر پادری عبد الحق صاحب اس وقت انکار پر مصر رہے۔ یہ امر بیان کرنا غیر ضروری نہ ہو گا۔ کہ سب انسپکٹر صاحب پولیس گوجرہ ایک قابل منتظم ہیں۔ ایسے لائق افسر کا وجود گوجرہ کے لئے باعث مسرت ہے۔

پادری عبد الحق صاحب کا مباحثہ سے فرار

دوسرے دن مولوی محمد سلیم صاحب کو اپنے مقررہ پروگرام کے ماتحت خوشاب کے جلسہ پر جانا تھا۔ عیسائی اگر مناظرہ منظور کر لیتے۔ تو پروگرام توڑ کر بھی رہ سکتے تھے۔ مگر جب انہوں نے دیکھا۔ کہ ہمارا ان سے مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ تو وہ گوجرہ سے دن کی گاڑی سے روانہ ہو گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد عیسائیوں نے شہر میں منادی کرادی۔ کہ مولوی محمد سلیم مناظرہ سے بھاگ گئے ہیں۔ جماعت گوجرہ نے منادی سننے کے بعد مجھے لائل پور میں فون کیا۔ اور میں خدا کے فضل سے ۵ بجے شام گوجرہ پہنچ گیا۔ اسی وقت شہر میں ہماری طرف سے منادی کرادی گئی۔ کہ احمدی مناظر عیسائیوں سے مناظرہ کے لئے موجود ہے۔ اور ہم لوگ ۸ بجے جلسہ گاہ میں پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ہمارے آدمیوں نے ۸ بجے عیسائیوں کے بالمقابل سٹیج لگادی۔ جب لوگ جمع ہو گئے۔ تو خاکسار نے پادری عبد الحق صاحب کی طرف سے جو منادی ہوئی تھی۔ اس کی حقیقت کو پبلک پر واضح کیا۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب کے چلے جانے کی وجہ سے پبلک کو آگاہ کیا۔ نیز خاکسار نے پادری صاحب کو عصمت انبیاء اور الوہیت مسیح پر مناظرہ کے لئے کہا۔ آخر جب پادری صاحب نے مناظرہ سے چھٹکارا کی صورت نہ دیکھی۔ تو کہنے لگے میں "عصمت انبیاء" پر مناظرہ کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں "الوہیت مسیح" پر مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ مولوی محمد شاہ صاحب ثالث ہوں۔ اور آپ محض میرے دلائل کو توڑیں۔ میں نے کہا۔ مجھے یہ شرط بھی منظور ہے۔ مگر پہلے اپنے پیش کردہ ثالث سے منظوری لے لو۔ اس پر مولوی محمد شاہ صاحب کہنے لگے۔ کہ میں ثالث نہیں بنتا۔ کیونکہ میرے متعلق پہلے ہی عجیب قسم کے خیالات ظاہر کئے جا رہے ہیں۔

غرضیکہ نہ مولوی محمد شاہ صاحب ثالث بننے کے لئے رضامند ہوئے۔ اور نہ پادری عبد الحق صاحب مناظرہ کے لئے تیار ہوئے۔ اور پبلک پر واضح ہو گیا۔ کہ پادری عبد الحق صاحب نے ثالث کی شرط محض مناظرہ سے فرار کے لئے لگائی ہے۔ خدا کے فضل سے پبلک پر یہ بھی واضح ہو گیا۔ کہ پادری عبد الحق صاحب پہلے دن ایسی مونہہ کی کھا چکے ہیں۔ کہ اب وہ احمدیوں سے مناظرہ کی تاب نہیں رکھتے ؛ (قاضی محمد نذیر نائب مہتمم تبلیغ ضلع لائلپور)

مشہور پنجابی شاعر بابا ہدایت اللہ صاحب مرحوم کے خواب

مستری اللہ یار صاحب غیر احمدی ایک معمر شخص ہیں۔ جو کہ معقول تنخواہ پر مختلف کارخانوں میں مل انجنیئر کا کام کرتے رہے ہیں۔ کوٹ کپورہ میں جہاں وہ ایک کارخانہ میں ملازم تھے۔ اکثر میرے پاس آیا کرتے تھے۔ مفصلہ ذیل دو خواب بابا ہدایت اللہ صاحب لاہوری کے جو کہ پنجابی زبان کے مشہور و معروف شاعر تھے۔ انہوں نے بیان کئے۔ یہی خواب انہوں نے مجھے احراریوں کے جلسہ کے موقعہ پر بھی سنائے۔

(۱) میں نے صاحب موصوف سے لاہور میں ملکر جب کہ ان کی عمر ابھی ۲۵ سال کی تھی۔ دریافت کیا۔ کہ آپ کو ایسا پر اثر کلام بیان کرنے کی توفیق کیسے ملی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ایک رات ایام گرما میں جبکہ میں چھت پر سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مجھے کسی نے نیچے بلایا۔ میں اسی لباس میں نیچے گیا۔ تو دیکھا۔ کہ دو آدمی دروازہ کے دونوں جانب کھڑے ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ کہ کیا کام ہے۔ انہوں نے مجھے دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا۔ اور کشاں کشاں جنگل میں لے گئے۔ وہاں روضہ کی شکل پر ایک مکان دیکھا۔ اس کے دروازہ پر مجھے کھڑا کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا۔ اندر دروازہ کے قریب ایک دودھ کا پیالہ پڑا ہے۔ جسے میں نے پی لیا۔ اس کا ذائقہ شہد کا تھا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد میں نے سی حرفیاں کہنی شروع کر دیں جو اس قدر مقبول ہوئیں ؛

(۲) جب حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی شہرت ہوئی۔ تو میں نے مسجد چینیاں والے امام صاحب سے دریافت کیا۔ کہ اب تو چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں واقع ہو گیا ہے۔ کیا اس سے مرزا صاحب کا دعوےٰ درست ثابت نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ میں نے کہا۔ جب یہ امر واقع ہو گیا ہے۔ تو ضعیف حدیث کا سوال ہی نہ رہا۔ غرضیکہ میں دل میں مضطرب تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے خواب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا۔ میں نے حضور سے دریافت کیا۔ کیا مرزا صاحب دعوےٰ میں سچے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ "وہ ہماری طرف سے ہے اور صادق ہے"۔ اسی خواب میں میں نے حضرت مرزا صاحب کو حضرت رسول کریمؐ کے ہمراہ دیکھا تھا ؛

خاکسار محمد اسمٰعیل سابق سٹیشن ماسٹر کوٹ کپورہ (ریٹائرڈ)

ہدایات متعلق وصیت

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ فارم وصیت کی خانہ پری درست طور پر نہیں ہوتی۔ اور درستی کے لئے وصایا بار بار واپس کرنی پڑتی ہیں۔ حسب ذیل امور کو وصیت تحریر کرتے وقت مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(۱) فارم وصیت کے شروع میں جہاں ولدیت قومیت اور سکونت تحریر ہے۔ وہاں اپنی اصل سکونت تحریر کرنی چاہیئے۔ اور آخر میں العبد کرتے ہوئے اپنا موجودہ پتہ جس پر خط و کتابت کی جائے تحریر ہو۔ اور پتہ بدلتے رہنے کی صورت میں صیغہ ہذا کو ضرور اطلاع کر دی جایا کرے۔ گواہان کے دستخط بھی مع ولدیت۔ قومیت۔ سکونت۔ اور پورا پتہ کے ہونے قانونی طور پر ضروری ہیں۔ ارسال اخبارات سلسلہ سے انتظام کیا گیا ہے کہ ہر اس موصی کو جس کی وصیت اخبار میں شائع ہو۔ اخبار کا وہ پرچہ بھیجا جایا کرے۔ اور یہ پرچہ اخبار اسی پتہ پر بھیجا جائے گا۔ جو موصی نے العبد کے ساتھ تحریر کیا ہو گا

(۲) فارم وصیت پر علاوہ طبع شدہ عبارت کے جو تحریر موصی کی طرف سے متروکہ جائداد کے متعلق حصہ چہارم میں تحریر کرنی ہوتی ہے۔ اس کا مسودہ بھی رسالہ الوصیت کے آخری صفحہ پر دیا ہوا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ حتی الوسع وہ مجوزہ عبارت ہی تحریر کیا کریں۔ تا کسی لفظی غلطی کا احتمال نہ رہے

(۳) جائیداد کی جائے وقوع اور مورث کی وصیت میں اس کے حق مہر اور

[illegible]

خوشی کی خبر

حکیم الامۃ سیدنا نور الدین خلیفہ اول کی بیاض خاص

شائع ہو گئی

یہ طبی بیاض حضور کے دست مبارک کی تحریر کردہ اس میں حضور کے وہ مجربات درج جو قریباً نصف صدی کے تجربہ شدہ ہیں۔

حصہ اول اصل قیمت دو روپے چار آنہ۔ رعایتی ڈیڑھ روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ عبد الوہاب احمدیہ ہوٹل ایمپرس روڈ لاہور

دانتوں کی بیماریوں کا بہترین اور مفید علاج

دانتوں میں درد۔ پائیوریا ہو مسوڑوں سے خون جاتا ہو۔ دانت ہلتے ہوں داڑھیں درد کرتی ہوں نکلواتے نکلواتے پریشان ہو چکے ہوں دانتوں کو پانی ٹھنڈا لگتا ہو۔ دانتوں کی تکلیف سے قوت ہاضمہ خراب ہو چکی ہو تو میری ۵ قسم کی نئی ایجادات فوراً منگوا کر استعمال کریں۔ خدا آپ کو یقیناً فائدہ دیگا۔ ڈنٹل کریم۔ ڈنٹل لوشن نمبر ۱ ڈنٹل لوشن نمبر ۲ ڈنٹل پوڈر نمبر ۱ ڈنٹل پوڈر نمبر ۲ مجموعہ قیمت ۶ہ ہے ہر چہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ والسلام

خاکسار منیجر دواخانہ فقیر احمد خاں احمدی حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر چھاؤنی پنجاب

اکسیر خنازیر

جملہ امراض سوداوی کے لئے بے نظیر ہے خنازیر (رہچیراں)، کنٹھ مالا کی مخصوص دوا ہے۔ دیرینہ داد۔ چنبل۔ لوطہ۔ پھوڑے پھنسی ہر قسم۔ ناسور (یہ بھی بہت نامراد اور خبیث مرض ہے) خارش خشک و تر کیل مہاسے۔ چھائیاں۔ بواسیر خونی و بادی وغیرہ عوارضات بیخ و بن سے اکھڑ جاتے ہیں۔ یہ تمام امراض صرف خرابی خون ہی سے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ چونکہ اکسیر خنازیر اعلیٰ درجہ کی مصفیٰ خون مقوی معدہ دوائی ہے۔ اس لئے امراض مذکورہ بالا میں تریاق کا حکم ہے۔ بچہ بوڑھا۔ عورت مرد ہر موسم۔ ہر عمر میں یکساں مفید ہے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ وی پی قیمت ایک شیشی عہ معہ محصول ڈاک۔

المشتہر

حکیم محمد شریف عمر والہ ڈاکخانہ ہیرو والی براستہ بٹالہ

رشتہ مطلوب ہے

ایک شریف خاندان کی خاتون کا رشتہ مطلوب ہے عمر ۲۲ سال اچھی صحت اچھی شکل (عقلمند)۔ اس کی ایک بچی چار سالہ موجود ہے پرائمری تک تعلیم یافتہ۔ دینیات۔ امور خانہ داری سے آگاہ سینے پرونے سے واقف اہل حاجت خط و کتابت معرفت مولانا محمد سرور شاہ صاحب قادیان کریں۔

یوم سیرت النبی کیلئے

نہایت بیش بہا اور ارزاں ترین لٹریچر

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا ایک نہایت دلچسپ اور پُر تاثیر جامع مانع مضمون۔ فی سینکڑہ ڈیڑھ روپیہ ایک روپیہ آٹھ آنہ

زندہ نبی

حضرت مسیح موعود کا ایک اعجازی مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات النبی ہونے پر فی سینکڑہ صرف عہ ایکروپیہ

اولو العزم نبی

حضرت مسیح موعود کا ایک بے بہا مضمون جسمیں موثر پیرایہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو پیش کیا گیا ہے قیمت ۱۲ر فی سینکڑہ

محسن اعظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایک نہایت عام فہم دلکش مضمون جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ایک جامع تبصرہ لکھا گیا ہے۔ فی سینکڑہ تین روپے سے

انسان کامل

مؤلفہ فاضل میر محمد اسحٰق صاحب اس دلکش رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر انسان کی ہر حالت اور ہر مرحلہ زندگی کیلئے کامل نمونہ ثابت کیا گیا ہے مثلاً تعدد ازدواج۔ تبلیغ تعلیم تربیت حاکم۔ محکوم۔ جرنیل۔ سپاہی۔ تاجر۔ عیالدار۔ غریب۔ امیر مظلوم۔ ملازم بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا۔ شادی غمی یتیمی۔ بیوگان وغیرہ غرضیکہ ہر شاخ زندگی کے متعلق جو تعداد میں ۴۳ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نمونہ عملی رنگ میں پیش کر کے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچایا گیا ہے۔ کہ بجز آنحضرت صلعم کے اور کوئی شخص بھی کامل اسوہ حسنہ نہیں کہلا سکتا۔ لکھائی چھپائی کاغذ دیدہ زیب قیمت ۲ر مگر بغرض تقسیم آٹھ روپے فی سینکڑہ احباب اسکو بکثرت منگا کر تقسیم کریں۔

سیرت النبی صلعم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اسمیں نہایت لطیف انداز میں آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ کو پیش کرتے ہوئے حضور کے ہر ایک قول اور فعل کی حکمت بالغہ اور فلسفہ حقیقی بیان فرمایا ہے یہ سیرت اس قابل ہے کہ ہر مسلمان نہ صرف اسکو ایک مرتبہ پڑھ کر چھوڑ دے بلکہ اپنے اعزہ و اقربا اور اہل و عیال میں اسکا روزمرہ درس دے ہمارا دعویٰ ہے کہ اس قسم کی سیرت آجتک کسی کو لکھنے کی توفیق نہیں ملی یہ سیرت نئے رنگ میں لکھی ہے اسکی قیمت پہلے دو روپیہ تھی مگر اب محض سیرت النبی کے موقعہ پر بکثرت اشاعت کے مقصد کو مدنظر رکھکر اسکی قیمت پچاس روپیہ فی سینکڑہ اور ایک کی قیمت ۱۲ر رکھی گئی ہے۔ احباب اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ گنوائیں۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیم (انگریزی)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے اس لطیف اور دلکش مضمون کا انگریزی ترجمہ ہے جو حضور نے ولایت میں انگریز نوجوانوں کے جلسہ میں بیان فرمایا ہے اسکی قیمت ۵ر تھی مگر اب بغرض تقسیم فی سینکڑہ ۳ر رکھی گئی ہے

اسلامی اصول کی فلاسفی

اردو۔ گورمکھی۔ ہندی۔ انگریزی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور عام و خاص پر معارف لیکچر جسمیں حضور نے قرآن کی پاک تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نمونہ تعلیم کارنامے اور حضور صلعم کے عملی نمونے پیش کر کے حقیقت اسلام دنیا کے سامنے پیش فرمائی ہے قیمت اردو فی سینکڑہ للعہ ہندی اور گورمکھی زبان میں للعہ انگریزی فی نسخہ ۱۲ر فی سینکڑہ للعہ نیا ایڈیشن ہے

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

ایک نہایت اچھوتا اور مختصر اور عام فہم رسالہ ہے جسمیں چھوٹی عمر کے بچوں اور عورتوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے عام فہم اور سلیس اردو میں آنحضرت صلعم کی مقدس زندگی کا اسوہ پیش کیا گیا ہے۔ اسکی قیمت ۲ر تھی مگر اب چھ روپیہ سینکڑہ رکھی گئی ہے

کتاب گھر قادیان

اطلاع خاص

دوستوں کی درخواست منظور

حکیم نظام جان اینڈ سنز نے رعایت کر دی ہے

میرے معزز دوستوں اور پرانے گاہکوں نے ایک عرصہ سے ہم پر غیر معمولی زور دے رکھا تھا۔ کہ ہم اپنے دواخانہ کی ادویات میں ضرور کچھ عرصہ کے لئے رعایت کر دیں۔ تاکہ ضرورتمند احباب فائدہ اٹھا سکیں۔ زمانہ کی بے روزگاری نے لوگوں کے حالات نہایت مخدوش کر رکھے ہیں۔ ادہر بیماری کی زیادتی نے پریشان و مبتلائے بلا کر رکھا ہے۔ پیسہ کی کمی علاج کے راستہ میں روک بنی ہوئی ہے۔ ان حالات کی رو سے مخلوق خدا شکار بلا ہے۔ لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ دو ماہ کے لئے یعنی اکتوبر و نومبر ۱۹۳۷ء کے لئے دواخانہ ہذا کی ادویات میں رعایت کر کے ضرورتمند اصحاب کو فائدہ پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اشتہاری ادویات کی فہرست

حب اطرافی تولہ عہ رعایتی قیمت فی تولہ عہ مکمل رعایت للعہ

حبوب عنبری ۔ ۶۰ گولی صہ ۔ ۔ ۔ للعہ

حب نظامی ۔ ۴۰ گولی ے ۔ ۔ ۔ للعہ ر

زوجام عشق ۔ ۴۰ گولی ے ۔ ۔ ۔ للعہ

گولڈن پلز ۔ ۶۰ گولی ے ۔ ۔ ۔ ع

فولادی گولیاں ۔ ۶۰ گولی ے ۔ ۔ ۔ للعہ

تریاق جریان ۲۰ خوراک عہ ۔ ۔ ۔ عہ

نعمت الٰہی لڑکے پیدا ہونے کی دوائی مکمل خوراک ے رعایتی قیمت للعہ

مفید النساء گولیاں ۔ ۴۰ گولی عہ رعایتی قیمت عہ

کشتہ فولاد نمبر ۱ فی تولہ لعہ ۔ ۔ ے

کشتہ فولاد نمبر ۲ ۔ ۔ للعہ ۔ ۔ ے

تریاق گردہ فی شیشی فی تولہ عہ ۔ ۔ عہ

ان ادویات کے علاوہ بھی سب ادویات میں اسی طرح رعایت ہے۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو۔ وہ اکتوبر نومبر ۱۹۳۷ء کے اخیر تک اپنا آرڈر دے سکتے ہیں۔

المشتہر

حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

وصیتیں

نمبر ۱۸۹۱ء :- منکہ موصیل ولد محمد لقمان قوم میر بحر عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۳۲ء ساکن ماہی بجان ڈاک خانہ کمال ڈیرہ تحصیل کندیارہ ضلع نواب شاہ سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۲۲/۸ ۱۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ جس کی کل قیمت مبلغ دو صد روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت تخمیناً چھ سات روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد :- محمد موصیل ولد محمد لقمان ساکن ماہی بجان ڈاکخانہ کمال ڈیرہ تحصیل کندیارہ ضلع نواب شاہ سندھ

گواہ شد :- قریشی محمد صالح قادیانی مبلغ سندھ

گواہ شد :- شفیع محمد احمدی ولد محمد لقمان ساکن ماہی بجان ڈاک خانہ کمال ڈیرہ - گواہ شد :- محمد بریل احمدی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کمال ڈیرہ ضلع نواب شاہ سندھ

نمبر ۱۹۴۱ء :- منکہ غلام احمد ولد چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب قوم جٹ کاہلواں تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۰۲ء ساکن چک ۱۲۵ ڈاک خانہ جہانیاں تحصیل خانیوال ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۷ ۱۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ کیونکہ بفضل خدا میرے والد زندہ ہیں۔ لیکن میری ماہوار آمد ساٹھ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری متروکہ جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط تحریر ۱۱ر جون ۱۹۳۴ء

العبد :- غلام احمد ولد چوہدری غلام مرتضیٰ مینجر احمد آباد سٹیٹ ڈاک خانہ بنی سر سندھ۔ گواہ شد :- عبدالرحمٰن قادیانی بقلم خود

گواہ شد :- عبدالعزیز احمد آباد سٹیٹ سندھ۔

نمبر ۱۹۵۱ء :- منکہ بدرالدین احمد ولد چوہدری نبی بخش صاحب قوم راہی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت نومبر ۱۹۳۲ء حال سکنہ احمد آباد سٹیٹ ڈاکخانہ بنی سر ضلع میرپور سندھ۔ میرے پاس اس وقت پانچ صد روپیہ نقد موجود ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۴۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۸ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد :- بدرالدین احمد ساکن حال احمد آباد سٹیٹ ڈاکخانہ بنی سر ضلع میرپور خاص سندھ۔ گواہ شد :- رشید احمد محمود آباد فارم ڈاک خانہ مورو سندھ - گواہ شد :- غلام احمد مینجر احمد آباد سٹیٹ ۳۴/۶ ۱۱ء

نمبر ۲۰۱۱ء :- منکہ غلام رسول ولد چوہدری الٰہی بخش قوم جٹ کاہلواں پیشہ زراعت و ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن علینو والی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۸ ۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی موازی تخمیناً بیس گھماؤں میری ملکیت ہے۔ جس کی قیمت مبلغ تین ہزار روپیہ تخمیناً ہے۔ اراضی مذکورہ بالا کھاتہ مشترکہ ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اراضی زیر تصفیہ ہے۔ باہمی حصہ داروں سے تصفیہ ہونیکے بعد جس قدر اراضی میرے قبضہ میں آئے گی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت بیس روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ بعد وصیت کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ اراضی مذکورہ واقعہ موضع علینو والی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ہے۔ نیز یہ جدی جائداد جو ورثہ میں مجھے ملی ہے۔ اور آئندہ ملنے کی امید ہے۔

العبد :- غلام رسول ولد چوہدری الٰہی بخش مذکور بقلم خود

گواہ شد :- چوہدری فیض احمد انسپکٹر بیت المال قادیان بقلم خود

گواہ شد :- ماسٹر حسن دین قادیان سکرٹری انجمن احمدیہ ہاڑی ضلع ملتان بقلم خود۔

نمبر ۲۱۳۱ء :- منکہ ظفر احمد ولد مشتاق احمد قوم شیخ قانون گوئی پیشہ عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت اوائل ۱۳ء ساکن کپورتھلہ ڈاک خانہ خاص ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۴/۹ ۱۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت ایک مکان واقعہ کپورتھلہ قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے۔ جس کے دسویں حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرا گزارہ مبلغ ۲۰ روپیہ ماہوار پنشن پر ہے۔ میں تازیست للعہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- ظفر احمد بقلم خود

گواہ شد :- عبدالمجید خاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کپورتھلہ

گواہ شد :- محمد احمد ایڈووکیٹ کپورتھلہ بہ سر موصی

ایک گمشدہ کی تلاش

عبدالرحمٰن پسر شیخ عبدالغنی صاحب مینجر گلاس فیکٹری قادیان شیخ صاحب کے سابق ملازم محمد حسین کے ہمراہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو کہیں چلا گیا ہے۔ رنگ گندمی۔ چہرہ گول، آنکھیں موٹی۔ ماتھے میں دائیں جانب ایک انچ نشان زخم۔ دانت ذرا چپٹے۔ تیزی سے رک رک کر آہستہ بولتا ہے۔ اوپر کے سامنے والے چار دانتوں کے دونوں جانب کے سوئے دانتوں کی لائن سے باہر کو نکلے ہوئے ہیں۔ جب ہنستا ہے تو نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ سر پر پگڑی سیاہ۔ پاجامہ سفید کوٹ قرمزی رنگ کا (ٹھنڈا کپڑا) بوٹ خاکی عمر ۱۲ سال ہے۔

محمد حسین کا حلیہ یہ ہے۔ پتلا دبلا آدمی۔ چہرہ ذرا لمبوترا۔ رنگ گندمی سرخی مائل عمر ۲۰-۲۲ سال بظاہر بہت حلیم طبع اور فرمانبردار۔ قد قریباً ۵ فٹ۔ بائیں جانب ابرو پر زخم کا نشان۔ پگڑی سیاہ۔ پاؤں میں تیلی چمڑا کا دیسی جوتا ہے۔ جو دوست ان دونوں کو اکٹھا یا فرداً فرداً دیکھیں۔ وہ براہ مہربانی پتہ ذیل پر اطلاع بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

شیخ عبدالغنی مینجر گلاس فیکٹری قادیان نزد ریلوے سٹیشن

(ناظر امور عامہ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

خان عبدالغفار خاں اور ڈاکٹر خان صاحب کے متعلق ۳ نومبر کو سرحدی کونسل میں گورنمنٹ نے بتایا کہ انہیں سرحد میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ ان کی آمد سے امن عامہ میں خلل پیدا ہونے کا امکان ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں فنانس ممبر نے بتایا۔ کہ سرخپوش انجمنوں کے خلاف اب تک پابندی جاری رکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان سے مفاد عامہ کو خطرہ ہے۔

پشاور سے ۲ نومبر کی اطلاع ہے کہ افغانستان ۱۹۳۶ء میں طلائی معیار اختیار کرے گا۔

گاندھی جی کے متعلق احمد آباد سے ۳ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ انہوں نے گجرات پراونشل کانگریس کمیٹی کے سکرٹری کو لکھا ہے۔ کہ چونکہ انہوں نے کانگرس کی ممبری سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ اس لئے ان کا نام ممبروں کی فہرست سے کاٹ دیا جائے۔

اخبار سنڈے کرانیکل لنڈن کو معلوم ہوا ہے کہ ہٹلر نے بیس لاکھ پونڈ انگلستان میں نازی پروپیگنڈے پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کراچی سے ۳ نومبر کی اطلاع ہے کہ کراچی اور لاہور کے درمیان ہفتہ وار ہوائی سروس ۸ دسمبر سے شروع ہوجائیگی

مسٹر ڈی ویلیرا کے متعلق لنڈن سے ۲ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ درجہ نوآبادیات کے محکمہ کے سکرٹری آف سٹیٹ مسٹر تھامس کو وزارت کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے۔ کہ آئرلینڈ کے تاوان کے سلسلہ میں ان سے پھر گفت وشنید شروع کی جائے۔

صوبجات متحدہ کی مجلس وضع قوانین میں ۳ نومبر کو قرضہ بل پر بحث ہوئی۔ لیکن بل میں پرانے قرضوں کے متعلق کوئی واضح شرط نہ ہونے کی وجہ سے اس پر نظر ثانی نہ کی جاسکی ساہوکار پارٹی کے نمائندہ مسٹر رستم جی نے یہ ترمیم پیش کی کہ پرانے قرضوں کو اس بل کے دائرہ سے مستثنیٰ کردیا جائے مگر ایوان نے یہ ترمیم مسترد کردی۔ بعد ازاں مسودہ قانون انتقال اراضی پیش ہوا۔ جو منظور کرلیا گیا۔

بمبئی سے ۳ نومبر کی اطلاع ہے کہ آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس اور کانگریس سوشلسٹ پارٹی کے درمیان گفت وشنید کا جو سلسلہ جاری تھا۔ اس کے نتیجہ میں یہ دونوں جماعتیں متحد ہوگئی ہیں۔ آئندہ ٹریڈ یونین کانگریس صنعتی امور کی نگرانی کرے گی۔ اور سوشلسٹ پارٹی سیاسی مسائل پر توجہ مرکوز رکھے گی۔ علاوہ ازیں سوشلسٹ پارٹی نے بمبئی کانگریس کی قرارداد کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۱۱ نومبر کو ملک کے طول وعرض میں یوم انسداد جنگ منایا جائے۔

حکومت جرمنی کی طرف سے برلن سے ۲ نومبر کی اطلاع کے مطابق سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ سار کے باہر فرانس کی جنگی تیاریوں کے سلسلہ میں وہ ہیگ کورٹ سے اپیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

دارالامراء میں ۲ نومبر کو دارالعوام کی طرح سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کی انگلستان اور ہندوستان میں بیک وقت اشاعت کے متعلق قرارداد منظور ہوگئی۔ لارڈ ویلنگٹن نے خیال ظاہر کیا کہ ۱۹۳۵ء کے آغاز سے پہلے انڈیا بل کا نفاذ نہ ہوسکے گا۔

سیگون (جزائر ہند چینی) سے ۳ نومبر کی اطلاع ہے کہ وہاں چند دن ہوئے۔ ایک زبردست طوفان باد آیا جس سے دو سو پچاس نفوس ہلاک اور ۱۲ سو مجروح ہوئے پانچ ہزار مکانات بھی منہدم ہوگئے۔ بے شمار مویشی اور بہت سی فصلیں بھی تباہ ہوئیں۔ یہ طوفان ۸۶ میل کے دائرہ میں آیا ہے۔

سری نگر سے ۳ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ انڈین نیشنل ایرویز کا ایک ہوائی جہاز ۳ نومبر کو لاہور سے وہاں پہنچا اس کا مقصد باقاعدہ سروس شروع کرنے کیلئے کشمیر تک ہوائی رستہ کا سروے کرنا تھا۔ مہاراجہ صاحب بہادر اور کئی وزیروں نے جہاز کا استقبال کیا۔

الہ آباد سے ۳ نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ مسٹر گردھاری لال اگروال نے ایک میموریل وائسرائے کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ جس میں درخواست کی ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو ان کی اہلیہ کی علالت کی وجہ سے رہا کردیا جائے۔

نواب صاحب رامپور کے متعلق امروہہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہ یورپ کی سیاحت کے بعد ۱۰ نومبر کو ریاست میں واپس تشریف لائیں گے۔

نئی دہلی سے ۴ نومبر کی اطلاع ہے کہ سوشلسٹ پارٹی نے دیہات اور کسانوں کی تنظیم کے لئے جو پروگرام تیار کیا ہے۔ گورنمنٹ اس پر غور کررہی ہے کیونکہ وہ اسے خطرناک خیال کرتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس بات پر زور دیا جارہا ہے۔ کہ سوشلسٹ پارٹی کو خلاف قانون جماعت قرار دے دیا جائے۔

حکومت ترکی کے متعلق انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر نہ صرف پابندیاں عائد کررہی ہے بلکہ ان کا داخلہ بھی بند کررہی ہے۔ چنانچہ ملازمتوں سے غیر ملکیوں کے علیحدہ کردینے کے بعد اب اس نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ غیر ملکی فلموں کو بھی ترکی میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ تاکہ ترکوں کا روپیہ باہر نہ جاسکے۔ اس کے علاوہ غیر ملکی ہوائی جہازوں اور دوسرے جہازوں کے لئے بغیر اجازت ترکی میں داخل ہونے کی بھی ممانعت کردی گئی ہے۔

کراچی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ دس روز سے وہاں کے ہندوستانی سوداگروں نے روئی گندم اور غلہ وغیرہ کی تجارت میں مقامی یورپین سوداگروں کا مکمل طور پر بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہندوستانی اور یورپین تاجروں کے درمیان تجارتی تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے یورپین اصحاب نے ہندوستانی ثالثوں کی تقرری کو منظور نہیں کیا تھا۔ ہندوستانی سوداگروں نے اسے اپنی قومی ہتک تصور کرتے ہوئے یہ قدم اٹھایا۔

برلن کی ایک اطلاع کے مطابق نازیوں کی درپردہ مخالفت کرنے والے پادریوں کو ہٹلر کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ملک چھوڑ کر چلے جائیں۔ ورنہ ان کو سخت سزا دی جائے گی۔

ٹائمز لنڈن کی ۳ نومبر کی اطلاع ہے کہ اس امر کی کوشش ہورہی ہے کہ سندھ کو علیحدہ صوبہ بنانے کی بجائے اسے بلوچستان کے ساتھ ملا کر ایک نیا صوبہ بنا دیا جائے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس تجویز کے متعلق گورنمنٹ ہند اور انڈیا آفس میں خط وکتابت ہورہی ہے۔

دہلی سے ۵ نومبر کی اطلاع کے مطابق اخبار "ٹائمز آف انڈیا" کا لنڈنی نامہ نگار لکھتا ہے کہ وزیر ہند نے آج کل اپنی توجہ اس امر کی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ کہ نئے کانسٹی ٹیوشن کے ماتحت بڑے بڑے عہدے کن لوگوں کو دئے جائیں خیال کیا جاتا ہے کہ صوبہ سندھ کی گورنری سر سکندر حیات خان یا سر لیفٹنی لاٹ گراہم کے سپرد کی جائے گی۔ اڑیسہ میں بھی کوئی ہندوستانی گورنر مقرر کرنے کی تجویز ہے۔

سٹیٹسمین کا سپیشل نامہ نگار دہلی سے ۵ نومبر کی اطلاع کے مطابق لکھتا ہے کہ کچھ ہندوستانی پولیٹیکل قاتل مفرور ہوکر جاپان چلے گئے ہیں۔ وہاں انہوں نے برطانوی گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈا شروع کردیا۔ اور ایک انجمن کی بنیاد ڈالی ہے۔ جس کا نام "انجمن خلاف برطانیہ" رکھا ہے۔

[illegible] سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی